# فتاویٰ امن پوری (قسط۵۲)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: کیا عصر کے بعد نماز استسقاء پڑھی جاسکتی ہے؟

جواب: پڑھی جاسکتی ہے۔

سوال: کیا نماز استسقاء میں چادر الٹنا مسنون ہے؟

جواب: مسنون ہے۔

❀ سیدنا عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّهُ لَمَّا دَعَا أَوْ أَرَادَ أَنْ يَدْعُوَ اسْتَقْبَلَ القِبْلَةَ وَحَوَّلَ رِدَآءَهُ.

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعا کی یا دُعا کا ارادہ کیا، تو قبلہ کی طرف منہ کر کے چادر پلٹی۔'' (صحیح البخاري: 1028، صحیح مسلم: 3/894)

❀ نیز بیان کرتے ہیں:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بارش طلب کرنے کے لیے دعا کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سیاہ چادر تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے نیچے سے پکڑ کر اوپر کرنے کی کوشش کی، تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر بھاری ہو گئی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دائیں سے بائیں اور بائیں سے دائیں کر لیا۔''

(سنن أبي داوٗد: 1164، المستدرك للحاكم: 1/327، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام حاکم رحمہ اللہ نے ''صحیح علی شرط مسلم'' قرار دیا ہے۔ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

❀ حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے۔

(تُحفة المُحتاج : 734)

❀ نیز فرماتے ہیں:

''میں نے دیکھا کہ رسول اکرم ﷺ نے ہمارے لئے بارش طلب کی، تو لمبی دُعا کی اور بہت زیادہ مانگا، پھر آپ ﷺ نے قبلہ کی طرف منہ کر کے اپنی چادر اس طرح بدلی کہ اندرونی جانب کو باہر کر دیا، لوگ بھی آپ ﷺ کے ساتھ (قبلہ کی طرف) پھر گئے۔''

(مسند الإمام أحمد : 41/4، وسندهٗ حسنٌ)

❀ مزید فرماتے ہیں:

حَوَّلَ رِدَاءَ هٗ فَجَعَلَ عِطَافَهُ الْأَيْمَنَ عَلٰى عَاتِقِهِ الْأَيْسَرِ وَجَعَلَ عِطَافَهُ الْأَيْسَرَ عَلٰى عَاتِقِهِ الْأَيْمَنِ ثُمَّ دَعَا اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ .

''آپ ﷺ نے چادر کو پلٹا، یعنی دائیں کنارے کو بائیں کندھے پر اور بائیں کنارے کو دائیں کندھے پر رکھا، اور اللہ عزوجل سے دُعا کی۔''

(سنن أبي داوٗد : 1163، سندهٗ صحيحٌ)

ثابت ہوا کہ خطبہ سے فارغ ہونے کے بعد دُعا سے پہلے قبلہ رُخ ہو کر امام اور مقتدی چادر الٹیں گے، عورتیں بھی ایسا کریں گی۔

❀ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''امام ابوحنیفہ نعمان (بن ثابت) کہتے ہیں: استسقا کی نماز نہیں پڑھی جائے گی، نہ ہی میں لوگوں کو چادر پلٹنے کا حکم دیتا ہوں، بلکہ دُعا کر کے سارے وہیں

سے واپس آ جائیں گے۔امام ترمذی رحمہ اللہ اس پر تبصرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں:
انہوں نے یہ کہہ کر سنت کی مخالفت کی ہے۔''

(سنن الترّمذي، تحت الحديث : 559)

**سوال**: نماز استسقاء کا کیا حکم ہے؟

**جواب**: نماز استسقاء مسنون مستحب ہے۔بعض نے اس کی عدم مشروعیت کی بات کی ہے، مگر بے شمار احادیث اس کا رد کرتی ہیں۔

**سوال**: کیا نماز استسقاء کے لیے خطبہ نماز سے پہلے ہے یا بعد میں؟

**جواب**: نماز استسقاء میں ایک خطبہ دیا جائے گا، نماز سے پہلے یا بعد دونوں طرح درست اور مسنون ہے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ كَمَا يُصَلّٰى فِي الْعِيدِ، وَلَمْ يَخْطُبْ خُطْبَتَكُمْ هٰذِهٖ.

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کی طرح دو رکعتیں ادا کیں، مگر تمہاری طرح کا یہ خطبہ نہیں دیا۔''

(مسند الإمام أحمد : 230/1، 269، 355، سنن أبي داوٗد : 1165، سنن النّسائي : 1522، سنن ابن ماجه : 1266، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن صحیح'' امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (1405) امام ابن حبان رحمہ اللہ (2862) اور امام ابوعوانہ رحمہ اللہ (6 /33، القسم المفقود) نے ''صحیح'' کہا ہے۔

مطلب یہ کہ بارش کی نماز کا ایک خطبہ ہے، جمعہ کی طرح دو خطبے نہیں۔سنن ابی داوَد

(1173، وسندہٗ حسنٌ) کی حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ خطبہ نماز سے پہلے ہے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمُصَلّٰى وَاسْتَسْقٰى، وَحَوَّلَ رِدَاءَهٗ حِينَ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَبَدَأَ بِالصَّلَاةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ، ثُمَّ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَدَعَا.

''رسول کریم ﷺ عیدگاہ کی طرف نکلے، بارش طلب کی، رو بہ قبلہ ہو کر چادر پلٹی اور خطبہ سے پہلے نماز پڑھی، پھر قبلہ رُخ ہو کر دعا کی۔''

(مسند الإمام أحمد : 41/4، وسندہٗ حسنٌ)

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ آپ ﷺ نے خطبہ نماز کے بعد ارشاد فرمایا۔ لہٰذا خطبہ نماز سے پہلے اور نماز کے بعد دونوں طرح صحیح ہے۔ اسی طرح دُعا بھی نماز سے پہلے اور نماز کے بعد دونوں طرح صحیح ہے۔

**سوال**: کیا استسقاء میں الٹے ہاتھوں دعا کرنا مسنون ہے؟

**جواب**: مسنون ہے۔

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَسْقٰى، فَأَشَارَ بِظَهْرِ كَفَّيْهِ إِلَى السَّمَاءِ.

''نبی ﷺ نے دعائے استسقا کی، تو ہتھیلیوں کی پشت آسمان کی طرف تھی۔''

(صحیح مسلم : 6/896)

**سوال**: نماز استسقاء میں دعا کی کیا کیفیت ہے؟

(جواب): استسقاء میں دعا سب سے اہم جزو ہے۔ نبی کریم ﷺ بالخصوص دعائے استسقاء انتہائی عاجزی اور درماندگی کے ساتھ کرتے تھے، آسمان کی طرف ہاتھ اٹھانے میں مبالغہ کرتے، کہ آپ کے بغلوں کی سفیدی تک دکھائی دیتی۔

❁ سیدنا عمیر مولیٰ ابی اللحم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

اِنَّهٗ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَسْقِي عِنْدَ أَحْجَارِ الزَّيْتِ قَرِيبًا مِّنَ الزَّوْرَاءِ قَائِمًا يَّدْعُو يَسْتَسْقِي رَافِعًا يَّدَيْهِ قِبَلَ وَجْهِهٖ لَا يُجَاوِزُ بِهِمَا رَأْسَهٗ.

''میں نے نبی کریم ﷺ کو 'زورا' کے قریب 'احجار الزیت' نامی جگہ کے پاس دیکھا، آپ ﷺ کھڑے ہو کر بارش کے لئے دعا کر رہے تھے۔ ہاتھ چہرے تک اٹھائے ہوئے، انہیں سر سے اوپر نہیں لے جا رہے تھے۔''

(مسند الإمام أحمد: 223/5، سنن أبي داوٗد: 1168، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ابن حبان رحمہ اللہ (878) نے ''صحیح'' کہا ہے۔

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي شَيْءٍ مِّنْ دُعَاءِهٖ إِلَّا فِي الِاسْتِسْقَاءِ، وَإِنَّهٗ يَرْفَعُ حَتّٰى يُرٰى بَيَاضُ إِبْطَيْهِ.

''نبی اکرم ﷺ سوائے استسقا کے کسی دُعا میں ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے، استسقا میں اتنے بلند ہاتھ اٹھاتے کہ بغلوں کی سفیدی نظر آ جاتی۔''

(صحيح البخاري: 1031، صحيح مسلم: 5/895)

ہاتھ اٹھانے میں جس قدر مبالغہ آپ ﷺ اس دعا میں کرتے تھے، وہ دوسری دعاؤں

میں دکھائی نہیں دیتا تھا۔

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ ارشاد فرما رہے تھے، ایک شخص نے عرض کیا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارے مال ہلاک ہو گئے اور راستے کٹ گئے، اللہ سے دعا کیجئے کہ ہم پر بارش نازل فرمائے، آپ نے ہاتھ اٹھائے اور دعا کی:

اللّٰهُمَّ أَغِثْنَا، اللّٰهُمَّ أَغِثْنَا، اللّٰهُمَّ أَغِثْنَا .

''اللہ! ہم پر بارش نازل فرما، اے اللہ! ہم پر بارش نازل فرما، اے اللہ! ہم پر بارش نازل فرما۔''(صحيح البخاري : 1014 ، صحيح مسلم : 897)

❁ صحیح بخاری (1029) میں ہے:

رَفَعَ النَّاسُ أَيْدِيَهُمْ مَعَهُ يَدْعُونَ .

''لوگ بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہاتھ اُٹھا کر دعا کرنے لگے۔''

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ اُٹھائے، تو آسمان پر بادل کا ایک ٹکڑا بھی نہ تھا۔ اچانک بادل پہاڑوں کی طرح نمودار ہوئے، ابھی منبر سے اترے نہ تھے کہ میں نے بارش آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی مبارک پر گرتی دیکھ لی۔''

(صحيح البخاري : 1033 ، صحيح مسلم : 9/897)

❁ ایک روایت میں ہے:

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ ارشاد فرما رہے تھے، دیہاتی نے عرض کیا: ہم ڈوب گئے، رب سے دعا کیجئے کہ بارش روک دے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعا فرمائی: اللہ! ہمیں چھوڑ کر، گرد و نواح میں بارش نازل فرما، دو تین بار یہ دُعا فرمائی، چنانچہ بادل

مدینہ منورہ سے بائیں اور دائیں جانب چھٹنے لگے، مدینہ کے مضافات میں بارش ہونے لگی، ہمارے ہاں فوراً بارش رک گئی، اللہ نے نبی کریم ﷺ کا معجزہ، کرامت اور دُعا کی قبولیت سمجھائی۔''

(صحيح البخاري : 6093)

❀ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

''نبی کریم ﷺ کے پاس لوگ روتے ہوئے آئے۔ آپ ﷺ نے دعا فرمائی : اللہ! ہمیں مفید، خوشگوار اور نفع مند بارش عطا فرما، جو نقصان دہ نہ ہو، جلدی آنے والی ہو، تاخیر کرنے والی نہ ہو۔ ان پر آسمان برسنے لگا۔''

(سنن أبي داوٗد : 1169 ، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (1416) نے ''صحیح'' کہا ہے۔

❀ حافظ نووی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

(خُلاصة الأحكام : 879/2)

امام حاکم رحمہ اللہ (1 / 327) نے اس کو ''شیخین'' کی شرط پر ''صحیح'' کہا ہے۔ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ بارش کے لئے یہ دعا کرتے تھے:

اللّٰهُمَّ اسْقِ عِبَادَكَ وَبَهَائِمَكَ وَانْشُرْ رَّحْمَتَكَ وَأَحْيِ بَلَدَكَ الْمَيِّتَ .

''اے اللہ! اپنے بندوں اور چوپاؤں کو پانی پلا، اپنی رحمت پھیلا اور مردہ زمین

**کو زندہ کر دے۔''**(سنن أبي داوٗد : 1176، وسندهٗ حسنٌ)

۞ **حافظ نووی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''حسن متصل'' قرار دیا ہے۔**

(خُلاصة الأحكام : 880/2)

**(سوال)**: **نماز استسقاء جماعت کے ساتھ مستحب ہے یا بغیر جماعت کے؟**

**(جواب)**: **نماز استسقاء با جماعت مستحب ہے۔**

**(سوال)**: **کیا قریب المرگ کو چت لٹانا چاہیے؟**

**(جواب)**: **جس کی موت کے آثار محسوس ہوں، اسے چت لٹانا چاہیے، تا کہ روح نکلنے کے بعد اس کے اعضا سیدھے رہیں۔**

**(سوال)**: **میت کا چہرہ قبلہ کی طرف پھیرنا کیسا ہے؟**

**(جواب)**: **جائز ہے۔**

۞ **سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کی بیوی بیان کرتی ہیں:**

**''جس رات سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی، وہ پوچھ رہے تھے: رات کا کونسا پہر ہے؟ ہم بتاتے، یہاں تک کہ جب سحری کا وقت ہوا، تو فرمایا: مجھے بٹھا دیں، ہم نے بٹھا دیا، پھر فرمایا: میرا چہرہ قبلہ کی طرف کر دیں، ہم نے آپ کا چہرہ قبلہ کی طرف پھیر دیا۔ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے یہ دعا کی: ''اللہ! میں صبح وشام آگ پر پیش کیے جانے سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔''**

(المحتضرين لابن أبي الدّنيا : 309، تاريخ ابن عساكر : 396/12، وسندهٗ صحيحٌ)

۞ **حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:**

كَانَ يُسْتَحَبُّ أَنْ يُسْتَقْبَلَ بِالْمَيِّتِ الْقِبْلَةُ إِذَا كَانَ فِي الْمَوْتِ .

''میت کا چہرہ قبلہ کی طرف پھیرنا مستحب سمجھا جاتا تھا۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 10872 ، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حوالے سے تمام مرفوع احادیث غیر ثابت ہیں۔

**سوال**: کیا قریب المرگ کو لا الہ الا اللہ کی تلقین کرنی چاہیے؟

**جواب**: قریب المرگ کے پاس لا الہ الا اللہ کثرت سے دہرائیں کہ موت آئے، تو کلمہ توحید زبان پہ جاری ہو۔

❁ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ كَانَ آخِرُ كَلَامِهٖ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ .

''جس (صالح انسان) کا آخری کلام لا الہ الا اللہ ہوگا، جنت میں جائے گا۔''

(مسند الإمام أحمد : 247/5؛ سنن أبي داود : 3116؛ وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام حاکم رحمہ اللہ (251/1، 500) نے ''صحیح الاسناد'' اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے۔

❁ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَقِّنُوْا مَوْتَاكُمْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ .

''قریب المرگ کو لا الہ الا اللہ کی تلقین کریں۔''

(صحيح مسلم : 916)

❁ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''قریب المرگ کو لا الہ الا اللہ کی تلقین کیا کریں، جس کا آخری کلام لا الہ الا اللہ ہوگا، وہ کسی روز تو جنت چلا ہی جائے گا، اگرچہ عذاب کے بعد ہی کیوں نہ ہو۔''

(صحیح ابن حبان : 3004؛ وسندہٗ حسنٌ)

اہل علم کہتے ہیں کہ مریض اگر خود کلمہ نہ پڑھ سکتا ہو، تو حاضرین کو چاہئے کہ کلمہ کی تلقین نرم لہجے میں کریں، یوں نہ ہو کہ مریض کی طبیعت کی گھٹن اسے کلمے سے دور کر دے۔ مریض کلمہ پڑھ لے، تو دوبارہ تلقین نہ کریں، البتہ جب کوئی اور بات کر لے، تو دوبارہ سے تلقین کریں، یہ بھی یاد رہے کہ ایسا شخص جسے مرنے والا متہم یا مشکوک جانتا ہے، اسے تلقین نہیں کرنی چاہئے، یوں نہ ہو کہ مرنے والا اس سے الجھن محسوس کرنے لگے۔

(سوال): کیا لا الہ الا اللہ کے ساتھ ''محمد رسول اللہ'' کی بھی تلقین کرنی چاہیے؟

(جواب): کرنی چاہیے۔

(سوال): تلقین کس وقت کی جائے؟

(جواب): امت مسلمہ کا اجماع ہے کہ یہ تلقین اس وقت کی جائے گی، جب انسان موت کے قریب ہو، نہ کہ بعد المرگ، نبی اکرم ﷺ کا مبارک عمل اسی پر دال ہے۔

❀ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''رسولِ کریم ﷺ ایک انصاری کی تیمارداری کے لئے گئے، فرمایا: ماموں جان! لا الہ الا اللہ پڑھ لیجئے، کہا: ماموں یا چچا؟ فرمایا: ماموں! کہا: کیا لا الہ الا اللہ کہنا میرے لیے خیر کا پیغام لائے گا؟ فرمایا: جی ہاں۔''

(مسند الإمام أحمد : 268/3، وسندہٗ صحیحٌ)

❀ امام ترمذی رحمہ اللہ باب قائم کرتے ہیں:

بَابُ مَا جَاءَ فِي تَلْقِينِ الْمَرِيضِ عِنْدَ الْمَوْتِ، وَالدُّعَاءِ لَهٗ عِنْدَهٗ.

موت کے وقت مریض کو تلقین اور اس کے لئے دعا کا بیان۔''

❀ نیز لکھتے ہیں:

''موت کے وقت مریض کو لا الہ الا اللہ کی تلقین مستحب ہے، بعض اہل علم کہتے ہیں کہ ایک دفعہ تلقین کے بعد جب تک قریب المرگ دوبارہ کلام نہ کرے، اسے تلقین نہیں کرنی چاہیے، تلقین میں زیادتی بھی نہیں کرنا چاہیے۔''

(سنن التّرمذي، تحت الحديث : 977)

امام ابن حبان رحمہ اللہ نے اس حدیث پر باب قائم کیا ہے:

ذِكْرُ الْأَمْرِ بِتَلْقِينِ الشَّهَادَةِ مَنْ حَضَرَتْهُ الْمَنِيَّةُ.

''قریب المرگ کو لا الہ الا اللہ کی تلقین کا حکم ہے۔''

(صحيح ابن حبان، قبل الحديث : 3003)

علامہ ابو العباس قرطبی رحمہ اللہ (656ھ) لکھتے ہیں:

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان: ''مرنے والوں کو لا الہ الا اللہ کی تلقین کریں۔'' کا مطلب یہ ہے کہ موت کے وقت انہیں یاد دلائیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریب المرگ کو مردہ کہہ دیا ہے، کیونکہ موت اس کے پاس حاضر ہو چکی ہوتی ہے، مرنے والوں کو اس کلمہ کی تلقین کرنا سنت ماثورہ ہے، اس پر امت مسلمہ کا عمل رہا ہے، تلقین کا مقصد یہ ہے کہ مرنے والے کی آخری کلام لا الہ الا اللہ ہو جائے، یوں اسی کلمہ پر اس کا خوش بختی کے ساتھ خاتمہ ہو اور فوت ہونے والا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عمومی فرمان میں داخل ہو جائے کہ جس (موحد، صالح) کی آخری کلام لا الہ الا اللہ ہو گی، وہ جنت میں داخل ہو گا۔''

(المُفهِم : 2/569-570، وانظر : زهر الربي للسّيوطي : 514)

حافظ نووی رحمہ اللہ (676ھ) لکھتے ہیں:

''مطلب یہ کہ قریب المرگ انسان کولا الہ الا اللہ یاد کروائیں، تاکہ یہ اس کا آخری کلام ہو، حدیث میں آتا ہے: ''جس کا آخری کلام لا الہ الا اللہ ہوگا، وہ جنتی ہے۔'' (سنن ابی داود: ۳۱۱۶، وسندہ حسن، اس حدیث کوامام حاکم رحمہ اللہ (۱/۳۵۱) نے صحیح کہا ہے اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے، حافظ ابن ملقن (البدرالمنیر: ۵/۱۸۹) بھی اسے صحیح قرار دیتے ہیں) تلقین کرنے کا حکم استحبابی ہے، اس طریقہ تلقین پر علما کا اجماع ہے۔''

(شرح صحیح مسلم :300/1)

۞ صاحب ہدایہ لکھتے ہیں:

اَلْمُرَادُ الَّذِي قَرُبَ مِنَ الْمَوْتِ .

''مراد قریب المرگ انسان ہے۔''

(الهداية، ص 136، كتاب الجنائز)

۞ ہدایہ کے محشی لکھتے ہیں:

دَفْعٌ لِوَهْمِ مَنْ يَتَوَهَّمُ أَنَّ الْمُرَادَ بِهٖ قِرَاءَ ةُ التَّلْقِينِ عَلَى الْقَبْرِ .

''جو سمجھتا ہے کہ تلقین قبر پر ہوگی، صاحب ہدایہ اس کا وہم دور کرنا چاہتے ہیں۔''

۞ علامہ سندھی حنفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''مراد قریب المرگ ہے، نہ کہ وہ جو فوت ہو چکا ہے، تلقین کا طریقہ یہ ہے کہ اسے کلمے کا حکم نہ کیا جائے، بلکہ اس کے پاس بیٹھ کر کلمے کا ذکر کیا جائے، بہت سے علمانے قبر پر تلقین کو بدعت قرار دیا ہے، تلقین سے مقصود ہے کہ مرنے والے کا خاتمہ کلمہ توحید پر ہو، اسی لیے جب وہ ایک مرتبہ لا الہ الا اللہ کہہ دے، تو دوبارہ

تلقین نہ کی جائے، جب تک کہ وہ کوئی دوسری بات نہ کر لے۔“

(حاشية السّندي على النّسائي : 5/4، تحت الحديث : 1827)

اہل علم کی تصریحات سے معلوم ہوا کہ لا الہ الا اللہ کی تلقین قریب المرگ کو کی جائے گی، نہ کہ مدفون میت کو۔ اس بات کو سمجھئے اور التباس کا شکار نہ ہو جائیے۔

**سوال**: نزع کے وقت عورت کو مہندی لگانا کیسا ہے؟

**جواب**: ثابت نہیں۔

**سوال**: جنبی فوت ہو جائے، تو اسے کتنے غسل دیے جائیں گے؟

**جواب**: اسے ایک ہی غسل کافی ہے، کیونکہ وہ مکلّف نہیں رہا۔

**سوال**: میت کو سرمہ لگانا اور کنگھی کرنا کیسا ہے؟

**جواب**: سرمہ لگانا ثابت نہیں، البتہ بالوں کو کنگھی کرنا درست ہے۔

سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کو غسل دینے کے بعد ان کے بالوں کی کنگھی کے ساتھ تین مینڈیاں کر دیں۔

(صحيح البخاري : 1254، صحيح مسلم : 939)

**سوال**: کیا مرد محرم عورتوں کو غسل دے سکتا ہے؟

**جواب**: خواتین کو غسل خواتین ہی دیں، البتہ اگر خواتین موجود نہ ہوں، تو بغیر غسل کے دفن کر دیا جائے۔

**سوال**: کیا میت کو غسل دینا واجب ہے؟

**جواب**: میت کو غسل دینا ورثاء پر واجب ہے۔

❀ علامہ شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

يَجِبُ عَلَى الْأَحْيَاءِ، إِذْ لَا وُجُوبَ بَعْدَ الْمَوْتِ مِنَ الْوَاجِبَاتِ الْمُتَعَلِّقَةِ بِالْبَدَنِ .

''یہ زندہ لوگوں پر فرض ہے، کیونکہ موت کے بعد بدن کے متعلقہ واجبات میں سے کوئی چیز واجب نہیں ہوتی۔''(الدراريّ المضيّة : 70/1)

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

''ایک صحابی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عرفہ میں کھڑے تھے کہ اچانک اپنی سواری سے گر گئے اور موقع پر ہی فوت ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے ارشاد فرمایا: انہیں پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دیں۔''

(صحيح البخاري : 1266، صحيح مسلم : 1206)

❁ سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی فوت ہوئیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابیات سے فرمایا:

اِغْسِلْنَهَا ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ، إِنْ رَأَيْتُنَّ، بِمَاءٍ وَّسِدْرٍ .

''انہیں پانی اور بیری کے پتوں کے ساتھ تین یا پانچ یا ضروری سمجھیں تو اس سے بھی زیادہ دفعہ غسل دیں۔''(صحيح البخاري : 1253، صحيح مسلم : 939)

سوال: میت کو غسل کیسے دیا جائے گا؟

جواب: میت کے غسل کا وہی طریقہ ہے، جو غسل جنابت کا طریقہ ہے۔

❁ امام ابن منذر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

أَجْمَعُوا أَنَّ الْمَيِّتَ يُغَسَّلُ غُسْلَ الْجَنَابَةِ .

''اہل علم کا اجماع ہے کہ میت کو غسل جنابت کی طرح غسل دیا جائے گا۔''

(الإجماع، ص 42)

(سوال): میت کوغسل دیا، جنازہ پڑھ دیا گیا، بعد میں معلوم ہوا کہ غسل صحیح طریقہ سے نہیں دیا گیا، تو کیا حکم ہے؟

(جواب): میت کودفن کردینا چاہیے، دوبارہ غسل دینے کی ضرورت نہیں۔

(سوال): میت کوغسل دینے کے لیے کس طرف لٹانا چاہیے؟

(جواب): کسی بھی سمت لٹایا جا سکتا ہے۔ اس میں کوئی مسنون طریقہ مروی نہیں۔

(سوال): جوخود پاکی پلیدی کا خیال نہ رکھتا ہو، اس سے میت کوغسل دلانا کیسا ہے؟

(جواب): بہتر ہے کہ غسل وہی دے، جوخود طہارت و پاکیزگی کا پابند ہو۔

(سوال): کیا جنبی شخص میت کوغسل دے سکتا ہے؟

(جواب): دے سکتا ہے، کیونکہ مؤمن پاک ہوتا ہے۔

(سوال): بوقت غسل رسول اللہ ﷺ کے پاؤں مبارک کس طرف تھے اور سر مبارک کا رخ کس سمت تھا؟

(جواب): اس بارے میں کوئی روایت معلوم نہیں ہوسکی۔

(سوال): مرنے کے بعد شوہر کا بیوی کو اور بیوی کا شوہر کو دیکھنا کیسا ہے؟

(جواب): دونوں ایک دوسرے کو دیکھ سکتے ہیں، چھو بھی سکتے ہیں۔

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

''نبی کریم ﷺ کی وفات میرے گھر اور میری باری میں ہوئی، آپ ﷺ کا سر مبارک میری گردن اور سینے کے درمیان تھا اور اللہ تعالیٰ نے (آخری لمحات میں) میرے اور آپ ﷺ کے تھوک کو جمع کر دیا۔''

(صحيح البخاري : 3100)

(سوال): کیا مسلمان میت کو غیر مسلم چھو سکتا ہے؟

(جواب): چھو سکتا ہے۔ غیر مسلم کے نجس ہونے کا معنی اس کے جسم کا پلید ہونا نہیں، بلکہ عقائد کی نجاست ہے۔

(سوال): مردے کو غسل کیوں دیا جاتا ہے؟

(جواب): اس میں بے شمار حکمتیں پنہاں ہیں، مثلاً جسم کی پاکیزگی وطہارت، مگر سب سے بڑی حکمت یہی ہے کہ شارع نے میت کو غسل دینا واجب کیا ہے۔

(سوال): کیا شوہر اپنی بیوی کے جنازہ کو ہاتھ لگا سکتا ہے؟

(جواب): لگا سکتا ہے۔

(سوال): کیا میت کو غسل دینے کے لیے پانی میں بیری کے پتے ڈالنا مستحب ہے؟

(جواب): جی ہاں۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

''ایک صحابی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عرفہ میں کھڑے تھے کہ اچانک اپنی سواری سے گر گئے اور موقع پر ہی فوت ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے ارشاد فرمایا: انہیں پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دیں۔''

(صحيح البخاري : 1266، صحيح مسلم : 1206)

❁ سیدہ امِ عطیہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی فوت ہوئیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابیات سے فرمایا:

''انہیں پانی اور بیری کے پتوں کے ساتھ تین یا پانچ یا ضروری سمجھیں تو اس سے

بھی زیادہ دفعہ غسل دیں۔'' (صحيح البخاري : 1253، صحيح مسلم : 939)

**سوال**: اگر جذامی فوت ہو جائے، تو کیا اسے غسل دیا جائے گا؟

**جواب**: جذامی کو بھی غسل دیا جائے گا، جیسے عام مسلمانوں کو دیا جاتا ہے۔

**سوال**: میت کو کفنانے کے بعد امام مسجد کو چٹھی لکھ کر دونوں ہاتھوں میں دینا کیسا ہے؟

**جواب**: ناجائز اور بے دلیل ہے۔

**سوال**: میت کو کفناتے وقت اس کے ہاتھ پیٹ پر رکھنے چاہییں یا سیدھے کر کے رانوں کے برابر رکھنے چاہییں؟

**جواب**: دونوں ہاتھ سیدھے کر کے رانوں کے برابر رکھنے چاہئیں۔

**سوال**: میت کو کفن میں عمامہ باندھنا کیسا ہے؟

**جواب**: جائز نہیں۔

❀ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

''رسول اللہ ﷺ کو تین سفید یمنی چادروں میں کفن دیا گیا، جو سوت کی بنی ہوئی تھیں، ان میں نہ قمیص تھی، نہ عمامہ۔''

(صحيح البخاري : 1264، صحيح مسلم :941)

**سوال**: جنازہ کے اوپر چادر ڈالنا کیسا ہے؟

**جواب**: سادہ چادر ڈالنا جائز ہے۔ مگر بعض لوگ ایسی چادر ڈالتے ہیں، جس پر کلمے اور سورتیں وغیرہ لکھی ہوتی ہیں، یاد رہے کہ ان چیزوں کا میت کو کچھ فائدہ نہیں۔

**سوال**: کفن میں تہبند دینا کیسا ہے؟

**جواب**: کفن میں تین اَن سلی چادریں مسنون ہیں، ان میں ایک تہبند بھی ہے۔

(سوال): دفن کے وقت قبر میں جائے نماز رکھنا کیسا ہے؟

(جواب): ثابت نہیں۔

(سوال): ہندو کے بُنے ہوئے کپڑے کا کفن دینا کیسا ہے؟

(جواب): جائز ہے۔

(سوال): رنگ دار کفن کا کیا حکم ہے؟

(جواب): کفن میں مسنون سفید رنگ ہے، اگر یہ میسر نہ ہو، تو رنگ دار کپڑے میں بھی کفن دیا جا سکتا ہے۔

(سوال): کعبہ کے غلاف کا کفن دینا کیسا ہے؟

(جواب): غلاف کعبہ کو متبرک قرار دینا جائز نہیں۔ جو لوگ کفن میں غلاف کعبہ رکھتے ہیں یا اس کی خواہش کرتے ہیں، ان کا نظریہ یہی ہوتا ہے کہ غلاف کعبہ متبرک ہے۔ لہٰذا اس نظریہ کے پیش نظر غلاف کعبہ میں کفن دینا جائز نہیں۔

(سوال): جنازہ کو اس وجہ سے لیٹ کر دینا کہ زیادہ لوگ شامل ہو جائیں گے، کیسا ہے؟

(جواب): تھوڑی بہت تاخیر کی جا سکتی ہے۔

(سوال): موسم کی وجہ سے جنازہ میں تاخیر کرنا کیسا ہے؟

(جواب): جائز ہے۔

(سوال): والدہ نصرانی ہے، تو اس کا کفن دفن نصرانی طریقہ کے مطابق ہو گا یا اسلامی طریقہ کے مطابق؟

(جواب): کفر پر فوت ہونے والا کوئی بھی، اسے مسلمانوں کی طرح کفن دفن نہیں کیا جائے گا۔ کافر قریبی رشتہ دار فوت ہو جائے، تو اسے کپڑے میں لپیٹ پر سپرد خاک کر دینا

چاہیے۔اسے غسل نہیں دیا جائے گا، نہ کفن پہنایا جائے گا اور نہ مسلمان کے قبرستان میں دفن کیا جائے گا اور نہ مسلمانوں کی طرف قبر کھود کر دفن کیا جائے گا، صرف گڑھا کھود کر اس میں چھپا دینا چاہیے۔مشرک اور کافر کو دفن کرنے کے بعد غسل کرنا مستحب ہے۔

❀ خلیفہ راشد، سیدنا علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''جب میرے والد کی وفات ہوئی، تو میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: آپ کے چچا وفات پا گئے ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا: جائیے اور انہیں دفن کیجیے۔میں نے عرض کیا: وہ تو شرک کی حالت میں فوت ہوئے ہیں۔آپ ﷺ نے پھر فرمایا: جائیے اور انہیں دفن کیجیے لیکن میرے پاس واپس آنے تک کوئی اور کام نہ کیجیے۔میں فارغ ہو کر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، تو آپ ﷺ نے مجھے غسل کا حکم فرمایا۔''

(مسند أبي داوٗد الطيالسي، ص: 19، ح: 120، وسندهٗ حسنٌ متّصل)

❀ ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں:

''میں نے عرض کیا: آپ کے چچا یا میرے والد فوت ہو گئے ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا: جائیے اور انہیں دفن کر دیجیے۔میں نے عرض کیا: وہ تو شرک کی حالت میں فوت ہوئے ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا: جائیے اور انہیں دفن کیجیے۔میں نے انہیں دفن کیا اور آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: جا کر غسل کر لیجیے۔''(مسند الإمام أحمد: 97/1، سنن أبي داوٗد: 3214، سنن النسائي: 190، 2008، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ (كما في الإصابة لابن حجر: 114/7) اور امام

ابن جارود(550) رحمہ اللہ نے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

(سوال): کفناتے وقت اگر میت کا پاخانہ نکل جائے، تو کیا غسل دہرایا جائے گا؟

(جواب): غسل دینے والے کو چاہیے کہ غسل سے پہلے میت کا پیٹ اچھی طرح دبائے، تاکہ فالتو مادے خارج ہو جائیں، البتہ اگر غسل کے بعد کوئی چیز خارج ہوئی، تو گندگی کو دھو دیا جائے، دوبارہ غسل دینے کی ضرورت نہیں۔

(سوال): غسل وکفن سے کچھ چیزیں بچ جاتی ہیں، ان کا کیا کریں؟

(جواب): انہیں گھر والے استعمال کر سکتے ہیں یا کسی دوسری میت کے غسل وکفن کے کام میں لائی جا سکتی ہیں۔

(سوال): میت کو غلط طریقہ سے غسل دیا گیا، کس پر مؤاخذہ ہوگا؟

(جواب): مؤاخذہ غسل دینے والے پر ہے، میت مجبور اور غیر مکلّف ہے، اس پر کچھ مؤاخذہ نہیں۔

(سوال): مردہ کو سلا ہوا پائجامہ اور ٹوپی پہنانا کیسا ہے؟

(جواب): جائز نہیں۔

(سوال): میت کے بالوں کو شیمپو سے دھونا کیسا ہے؟

(جواب): اچھا ہے۔

(سوال): جنازہ کے اوپر والی چادر کا کیا کیا جائے؟

(جواب): اسے استعمال میں لایا جا سکتا ہے۔